چودھری محمد ادریس خان ایوبی

سقوط حد کے بعد مجرم کو تعزیری سزا (۲)

قرائن پر اعتماد کرنے کے فقہی نظائر

۱۔ غیر متزوجہ اور متوفی عنہا زوجہا اور مطلقہ کو بعد از انقضاء عدت حمل ظاہر ہو جائے تو یہ بدکاری کا قرینہ ہوگا۔ یہ الگ بحث ہے کہ حمل حرام اکراہ سے ہوا ہو یا رضا سے‘ لیکن حمل قرینہ زنا ضرور ہے۔ سو اگر عورت اقرار نہ بھی کرے اور اکراہ کا ثبوت بھی پیش نہ کرے تو حد تو ساقط ہو جائے گی مگر اسے تعزیری سزا ضرور دی جائے گی۔

۲۔ یہی صورت حال قسامہ میں ہے۔ اگر کسی بستی میں کسی مقتول کی لاش ملے مگر قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اہل محلہ کے پچاس بالغ مردوں سے قسم لی جائے گی کہ نہ انہیں قاتل کا علم ہے اور نہ ان میں سے کوئی قاتل ہی ہے۔ اگر وہ قسم اٹھا لیں تو مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اور اگر وہ قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو انہیں مقتول کی دیت ادا کرنا ہوگی۔ یعنی قسموں سے انکار اس امر کا قرینہ ہے کہ قاتل اہل محلہ میں سے ہی کوئی ہے۔

۳۔ شرابی کے منہ سے شراب کی بو بھی شراب نوشی کا قرینہ سمجھا گیا ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس نے ارتکاب جرم کیا ہے۔

۴۔ مال مسروقہ کا چور کے گھر سے برآمد ہونا اس کے ارتکاب سرقہ کا قرینہ ہے۔

۵۔ اسی طرح نشانیاں معلوم کر کے لقطہ کو واپس دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نشانیاں بتا رہا ہے‘ یہ اسی کی ملکیت ہے۔

مندرجہ بالا قرائن میں سزائے تعزیر ہوگی‘ حد ساقط ہو جائے گی لیکن مجرم کو بری نہیں کیا جائے گا۔ (۲۰)

لہٰذا شرعی وسیلہ اثبات یعنی نصاب شہادت پورا نہ ہونے کی صورت میں دیگر ذرائع معلومات‘ جن میں مختلف قرائن شامل ہیں اگر دستیاب ہوں تو حد ساقط ہوگی مگر تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ حد صرف قطعی یقینی عینی شہادت کی بنیاد پر ہی نافذ کی جا سکتی ہے لیکن تعزیر‘ قرائن کی بنیاد پر بھی نافذ کی جا سکتی ہے۔

(۲۰) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الطرق الحکمیہ لابن قیم‘ ص ۵۶۔ طرق الاثبات لمحمد الزحیلی‘ ص ۵۱۸۔ التشریع الجنائی الاسلامی لعبد القادر عودہ ج ۱ ص ۳۳۹

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

واجمعت الامة علی وجوبه فی کبیرة لا توجب الحد او جنایة لا توجب الحد

امت کا اس پر اجماع ہے کہ تعزیر ہر ایسے کبیرہ گناہ پر ہوگی جہاں حد واجب نہ ہو یا ایسا ضرر اور تعدی جہاں حد واجب نہ ہو۔(۲۱)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

فینبغی ان یبلغ غایة التعزیر فی الکبیرة کما اذا اصاب من الاجنبیه کل محرم سوی الجماع او جمع السارق المتاع فی الدار ولم یخرجه

ہر اس جرم میں سخت ترین تعزیر ہے جو کہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہو جیسے کوئی شخص کسی عورت سے ہم بستری کے سوا ہر طرح کا جنسی تلذذ حاصل کرے یا چور مالک کے گھر میں سامان اکٹھا کرے مگر گھر سے باہر نہ نکال سکے۔(۲۲)

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

کل من ارتکب معصیة لیس فیها حد مقدر ثبت علیه عند الحاکم فانه یوجب التعزیر من نظر محرم ومس محرم وخلوة محرمة

جو شخص کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جس میں حد مقرر نہ ہو اور جرم عدالت میں ثابت ہو جائے تو اس کو سزائے تعزیر دی جائے گی۔ جیسے نظر بازی، چھیڑ چھاڑ اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت گزینی۔(۲۳)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

والاصل فی وجوب التعزیر ان کل من ارتکب منکرا او اذی مسلما بغیر حق بقوله او بفعله وجب علیه التعزیر

بنیادی طور پر تعزیر کی سزا ہر اس شخص کے لیے واجب ہے جو کسی بھی منکر کا ارتکاب کرے یا کسی مسلمان کو بلاوجہ ستائے، خواہ یہ ستانا زبان سے ہو یا عملی طور پر، اسے سزا کے طور پر تعزیر دی جائے۔(۲۴)

---

(۲۱) بحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج ۵ ص ۴۶

(۲۲) رد المحتار ج ۳، ص ۱۹۶۔ منحة الخالق علی بحر الرائق، ج ۵ ص ۴۴

(۲۳) بحر الرائق، ج ۵ ص ۴۶

(۲۴) ایضا

معلوم ہوا کہ ہر وہ کام جسے شریعت اسلامیہ نے معصیت قرار دیا ہے' اگر وہ مستوجب حد نہ ہو تو اس میں سزائے تعزیر ہے اور سزائے تعزیر میں اثبات کے لیے قرینہ قویہ کافی ہے۔ قرائن کی چند اور مثالیں میں پیش کر چکا ہوں۔ عصر حاضر میں آواز کی ریکارڈنگ' ویڈیو فلم' میڈیکل رپورٹ' اغتصاب' لڑکی کو اٹھا کر لے جانا یا بہلا پھسلا کر لے جانا اور اسے خلوت میں اپنے ساتھ رکھنا' ہوٹل میں کمرہ لے کر رہنا' رجسٹر میں دونوں کا اندراج وغیرہ۔ یہ سب قرائن ہیں اور ان کی بنیاد پر سزائے تعزیر دی جا سکتی ہے۔

علامہ عبدالرحمٰنؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

اتفق الائمة على ان من وطى امراة اجنبية فى ما دون الفرج بان اولج ذكره فى معبن بطنها ونحوه بعيدا عن القبل والدبر لا يقام عليه الحد ولكنه يعزر لانه اتى منكرا يحرمه الشرع وقد حكم الامام على على من وجد مع امراة اجنبية مختليا بها ولم يقع عليها بان يضرب مائة جلدة تعزيرا له

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے اجنبیہ کے ساتھ دخول کے سوا ہر طرح سے جنسی تلذذ حاصل کیا مثلاً پیٹ سے یا کسی اور مقام سے' لیکن قبل اور دبر سے مجتنب رہا' اس پر حد قائم نہ ہوگی۔ تاہم اسے تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ اس نے شریعت کے ممنوع کردہ کام کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو' جو کسی اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں تھا لیکن اس نے وطی نہیں کی تھی' تعزیر کے طور پر سو کوڑے مارنے کا حکم صادر فرمایا۔ (۲۵)

مشہور مصری محقق امام محمد ابو زہرہؒ فرماتے ہیں:

ويتحقق حق الله تعالى فى كل حد سقط بالشبهة فاذا تزوج شخص مطلقته طلقة مكملة للثلاث ودخل بها يقع الزواج باطلا ويكون الدخول حراما ولكن يسقط الحد بالشبهة وليس معنى سقوط الحد الا تكون ثمة عقوبة قط بل يكون بالتعزير

ہر اس حد میں حق اللہ ثابت ہوتا ہے جو کسی شبہ کی وجہ سے ساقط ہو گئی ہو۔ پس اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ مغلظہ سے نکاح کر لیا اور اس سے ہم بستری کر ڈالی تو یہ نکاح باطل قرار پائے گا اور ہم بستری حرام لیکن شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو گی تاہم سقوط حد کا یہ مطلب نہیں کہ اسے بالکل سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اسے حق اللہ کی خلاف ورزی میں سزائے تعزیر

(۲۵) الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵' ص ۱۰۲

ويكون ذلك حقا لله تعالى

دی جائے گی۔(۲۶)

یعنی یہ سزا حقوق اللہ سے متعلق ہے، حقوق العباد سے نہیں۔ لہٰذا جہاں جہاں تعزیری سزا حقوق اللہ کی خلاف ورزی پر ہوگی، وہاں حاکم مجاز کو اس سزا میں تخفیف یا معافی کا اختیار ہوگا جبکہ حقوق العباد میں حاکم وقت کو کسی قسم کی معافی کا حق حاصل نہیں ہے۔

درج بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ اگر حد شرعی کسی معقول وجہ شرعی کے سبب ساقط ہو جائے تو مجرم کو جرم سے براءت کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا جائے گا بلکہ دوسرے وسائل اثبات کی بنا پر اسے سزائے تعزیر دی جائے گی۔

سقوط حد کے باوجود سزائے تعزیر کے وجوب کی متعدد مثالیں فقہ اسلامی میں موجود ہیں۔

علامہ شہاب الدین شلبی حاشیہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں رقم طراز ہیں:

ومن تزوج امراة لا يحل نكاحها قال الكمال بان كانت ذوات محارمه بنسب كامه وبنته فوطيها لم يجب عليه الحد عند ابى حنيفة وسفيان الثورى وزفر وان قال علمت انها على حرام ولكن يجب عليه المهر ويعاقب عقوبة هى اشد ما يكون من التعزير سياسة لا حدا مقدرا شرعا اذا كان عالما بذالك وان لم يكن عالما بذلك لا حد عليه ولا عقوبة تعزير

اگر کسی شخص نے کسی ایسی خاتون سے نکاح کیا جس سے نکاح حرام تھا' کمال ابن ہمام فرماتے ہیں مثلا اپنی محرمات' ماں یا بیٹی سے اور پھر ہم بستری کی تو اس شخص پر حد واجب نہ ہوگی۔ یہ موقف ابو حنیفہ' سفیان ثوری اور زفر کا ہے۔ اگرچہ وہ یہ اعتراف کرے کہ مجھے حرمت نکاح کا علم تھا۔ ایسے شخص پر موطوءہ کے لیے مہر واجب ہوگا اور مجرم کو تعزیر اسخت ترین سزا دی جائے گی۔ یہ سزا حد نہیں ہوگی بلکہ سیاستا تعزیر شدید ہوگی جبکہ وہ حرمت نکاح کا علم رکھتا ہو۔ اور اگر اسے حرمت کا علم نہ ہو تو نہ حد ہوگی اور نہ تعزیر۔(۲۷)

اہل سنت کے مشہور امام مجاہد وقت علامہ ابن تیمیہ دمشقی اپنی شہرہ آفاق تصنیف السیاسۃ الشرعیۃ میں فرماتے ہیں

اما المعاصى التى ليس فيها حد مقدر ولا كفارة كالذى يقبل الصبى

اور ایسے تمام جرائم میں جن میں نہ حد شرعی ہے اور نہ کفارہ جیسے کسی بچے یا اجنبیہ کو (شہوت سے) بوسہ

(۲۶) العقوبۃ ص ۷۸،۷۹

(۲۷) حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق ج ۳ ص ۱۷۹

والمراۃ الاجنبیۃ او یباشر بلا جماع او یاکل ما لا یحل کالدم والمیتۃ او یقذف الناس بغیر الزنا او یسرق من غیر حرز او شیئا یسیرا او یخون امانۃ کولاۃ اموال بیت المال او الموقوف او یطفف المکیال والمیزان او یشھد بالزور او یلقن بالزور او یرتشی فی حکمہ او یحکم بغیر ما انزل اللہ

دینا یا اس سے جماع کے سوا جنسی تلذذ حاصل کرنا' یا خون اور مردار جیسی حرام اشیاء کا کھانا' یا لوگوں پر زنا کے سوا تہمت لگانا' یا حرز کے بغیر چوری کا ارتکاب' یا چھوٹی موٹی چیز کی چوری' یا امانت میں خیانت' جیسے سرکاری فنڈز میں اہل کاروں کا خورد برد کرنا' یا اوقاف میں بددیانتی یا اوزان و پیمائش میں بے ایمانی' یا جھوٹی گواہی دینا اور گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تلقین کرنا یا حکام کا رشوت لینا یا شریعت کے سوا کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ کرنا۔ (۲۸)

یہ تمام جرائم قابل تعزیر ہیں' مجرم پر حد نافذ نہیں ہوگی کیونکہ ان کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی سزا متعین نہیں کی گئی۔ ایسے تمام جرائم کی سزا کی تعیین کا اختیار اسلامی حکومت کو ہے جو اپنے مقامی حالات کے مطابق قانون سازی کرے گی اور جس جرم کے لیے جو سزا متعین کرے گی' وہ شرعاً درست ہوگی کیونکہ تعزیری سزاؤں کا مکمل اختیار اسلامی حکومت کو دیا گیا ہے۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب الروض المربع میں موجبات سزائے تعزیر بیان کرتے ہوئے علامہ منصور تحریر فرماتے ہیں:

(والتعزیر) واجب فی کل معصیۃ لا حد فیھا ولا کفارۃ کاستمتاع لا حد فیہ واتیان المراۃ المراۃ

تعزیر ہر اس جرم کی سزا ہے' جس میں نہ حد ہو نہ کفارہ جیسے ایسا جنسی تلذذ جس میں حد نہ ہو (یعنی دخول ثابت نہ ہو) اور عورت کا عورت سے استلذاذ (۲۹)

فقہاء اسلام نے جرائم کی بیخ کنی کے لیے صبی ممیز کو بھی مستحق سزا قرار دیا ہے۔ یعنی اگر ایسا بچہ جو نابالغ ہو مگر سمجھ دار ہو مثلاً دس بارہ سال کا ہو' اگر وہ فاحشہ کا ارتکاب کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ نابالغ ہونے کی وجہ سے اسے صرف یہ رعایت ملے گی کہ اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اور سزائے تعزیر بالغ کی نسبت ہلکی ہوگی۔ لیکن بوجہ عدم بلوغ اسے بری نہیں کیا جائے گا۔

فقہ حنبلی کی معروف کتاب منتہی الارادات کے مصنف فرماتے ہیں:

---

(۲۸) السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ لابن تیمیۃ' ص ۱۱۱' ۱۱۲

(۲۹) الروض المربع لمنصور یونس ص ۳۹۔ انوار المسالک شرح عمدۃ السالک لاحمد نقیب المصری

لا نزاع بين العلماء ان غير المكلف كالصبي المميز يعاقب على الفاحشة تعزيرا بليغا

تمام علما کا اتفاق ہے کہ نابالغ مگر سمجھ دار بچہ اگر بدکاری کا ارتکاب کرے گا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔(۳۰)

تاہم یہ سختی اس کی عمر کے مطابق ہوگی۔ بالغ والی سخت سزا مراد نہیں ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ويجب التعزير في كل معصية لا حد فيها ولا كفارة كمباشرة دون الفرج وامراة امراة وسرقة لا قطع فيها وجناية لا قود فيها كصفع ووكز ان الدفع والضرب

تعزیر ہر اس جرم کے ارتکاب پر واجب ہے جس میں نہ حد ہو نہ کفارہ۔ جیسے شرم گاہ کے سوا جنسی تلذذ کا حصول' عورت کا عورت سے اختلاط' ایسی چوری کا ارتکاب جس میں حد نہ ہو' ایسی جسمانی زیادتی جس میں قصاص نہ ہو جیسے تھپڑ مارنا' دھکا دینا یا مارنا۔(۳۱)

غور فرمایئے کہ باب التعزیر کتنا وسیع ہے کہ کسی کو دھکا دینا بھی جرم ہے اور تھپڑ مارنا بھی جرم۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو جرم زنا میں گرفتار کیا گیا' قانونی موشگافیوں اور حدیث رسول ادرء وا الحدود بالشبهات پر عمل کرتے ہوئے حد کی وجہ سے ساقط ہوگئی مگر دیگر قرائن سے اس کا ارتکاب جرم ثابت ہوگیا تو باتفاق فقہاء اسلام اسے سقوط حد کی وجہ سے بری نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ سقوط حد مجرم کی براءت کی دلیل نہیں اور اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

۱۔ گیراج سے باہر سڑک کے کنارے یا کار پارکنگ سے گاڑی لے بھاگنا موجب حد نہیں کیونکہ سڑک اور پارک ایریا حرز مثل نہیں ہے۔

۲۔ مسجد کے قالین' گھڑیاں یا پنکھے چوری کرنا۔

۳۔ کسی سٹیٹ بنک کی تجوری یا لاکرز سے رقم یا زیور اڑا لینا جبکہ زیور بینک کی ملکیت ہو۔

۴۔ سکولوں' کالجوں کی لائبریریوں سے کتب کی چوری۔

۵۔ فون کالوں اور بجلی کی چوری۔

(۳۰) منتہی الارادات ج ۳' ص ۳۶۱

(۳۱) ایضا

۶۔ سرکاری دفاتر سے ٹائپ رائٹر اور فیکس مشینوں' ایئر کنڈیشنر' ریفریجریٹر یا دیگر سرکاری اشیا کی چوری۔

۷۔ ریلوے ٹکٹوں کی چوری اور بغیر ٹکٹ سفر کرنا۔

۸۔ اجنبیات کے ساتھ ڈانس کرنا۔

۹۔ بیوی کی لونڈی سے جماع کرنا۔

۱۰۔ باپ کا اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کرنا۔

۱۱۔ چوپایوں سے بدفعلی کا ارتکاب کرنا۔

غرضیکہ ایسے بے شمار جرائم ہیں جن میں حد کی سزا نہیں۔ اگر سقوط حد کا فائدہ مجرم کو یہ دیا جائے کہ وہ بری ہے تو پھر مندرجہ بالا جرائم میں سے کسی میں بھی حد نہیں۔ تو کیا مجرم کو صرف اس لیے چھوڑ دیا جائے گا کہ حد نہیں ثابت ہوتی؟ خدانخواستہ اگر اس قاعدے کو اپنا لیا جائے تو پھر اوباش لڑکوں اور فیشن زدہ لڑکیوں' مسجدوں سے چوریاں کرنے والوں' بددیانت اور چور افسروں کے مزے ہوں گے۔ اسی طرح کی سوچ بھی ملی تباہی کا باعث ہے' چہ جائیکہ اسے قانون کا سہارا دیا جائے۔

یاد رکھیے سقوط حد کا سبب شبہ ہوتا ہے' چاہے وہ شبہ فی الاثبات ہو یا شبہ فی الفعل یا شبہ فی المحل یا شبہ فی العقد۔ ان شبہات ضعیفہ کی وجہ سے صرف حد ساقط ہوگی' تعزیر بہرحال باقی رہے گی۔ کیونکہ سقوط حد کے لیے معمولی شبہ بھی کافی ہے اور تعزیر کے لیے شرعی نصاب شہادت اگر نہ بھی پورا ہو تو قرائن قویہ کی بنیاد پر یا دو گواہوں' دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے بھی تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ اسقاط حد کے لیے شبہ ضعیفہ کافی ہے اور اثبات تعزیر کے لیے قرینہ قویہ کافی ہے۔ سقوط حد سے وصف جرم ختم نہیں ہوتا۔ ارتکاب حرام کا جرم باقی رہتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سقوط حد میں شبہ ضعیفہ پایا جاتا ہو۔ اگر شبہ قویہ ہو تو البتہ سقوط حد کے ساتھ تعزیر بھی ساقط ہو جائے گی اور مجرم بری ہو جائے گا۔

امام ابوزہرہؒ فرماتے ہیں:

واذا كانت الشبهة ضعيفة فانها تسقط الحد ولا تمحو وصف الجريمة فالتحريم ثابت واذا كانت عقوبة الحد سقطت فوراء ذلك عقوبة التعزير وينتقل العقاب من	اگر شبہ ضعیفہ ہو تو اس سے حد تو ساقط ہو گی لیکن وصف جرم ختم نہ ہوگا۔ حرمت باقی رہے۔ لہذا اگر حد ساقط بھی ہو گی تو اس کے بدلے تعزیری سزا باقی ہے لہذا سزا حد سے منتقل ہو کر سزائے تعزیر میں بدل جائے گی۔ (۳۲)

عقوبة مقدرة الی اخری غیر مقدرة

شبہ ضعیفہ اور شبہ قویہ اپنے نتائج کے اعتبار سے

ابوزہرہؒ فرماتے ہیں:

الشبهة القوية تمحو وصف الجريمة ويرتب على ذلك سقوط العقوبة حتما والشبهة الضعيفة لا تمحو وصف الجريمة ولكنها تسقط الحد فقط .

شبہ قویہ وصف جرم کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں سزا مکمل طور پر ساقط ہو جاتی ہے۔ شبہ ضعیفہ وصف جرم کو ختم نہیں کرتا' صرف سقوط حد کا فائدہ دیتا ہے۔ (۳۳)

شبہ قویہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً بنیادی طور پر اثبات دعویٰ میں قانونی سقم موجود ہو جیسے چوری کا مقدمہ تو قائم کر دیا جائے مگر نہ تو مال مسروقہ برآمد ہوا ور نہ شہادت شرعیہ ہو۔ صرف ملزم کے مکان کے اندر پائے جانے اور نشانات قدم اور نشانات انگشت کی بنیاد پر چور قرار دیا جائے۔ شہادتوں میں تضاد ہو' کوئی گواہ وقوعہ کا وقت رات بتائے' کوئی صبح اور کوئی بعد از ظہر۔ یہ تمام شبہات قویہ ہوں گے جن سے نہ صرف حد ساقط ہوگی بلکہ مجرم صاف بری ہو جائے گا۔

اس کے برعکس شبہ ضعیفہ کی مثالیں یہ ہیں: مطلقہ ثلاثہ سے نکاح کر کے ہم بستری کرنا' سرکاری ٹائپ رائٹر یا فیکس مشین یا اور کوئی چیز دفتر سے بغرض مستقل قبضہ برائے تملیک اٹھا لے جانا' کسی شخص کا اجنبیہ کے ساتھ ایک بستر میں پایا جانا۔ یہ تمام جرائم ایسے ہیں کہ ان میں بوجہ شبہ کے حد جاری نہ ہوگی مگر سزائے تعزیر ضرور دی جائے گی کیونکہ خلوت بالاجنبیہ معصیت ہے گو زنا کے گواہ دستیاب نہ ہوں۔ ہر معصیت جرم ہے اور ہر معصیت قابل تعزیر ہے۔

(جاری)

(۳۲) العقوبہ' ص ۲۴۰

(۳۳) ایضاً